آیۃ التطہیر

فی

ازواج مطہرات

نعمان علی حنفی

اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ-اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًاۚ (33)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والوکہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دےاور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔

مفسر قرآن

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت خاص ازواج مطہرات ہے کے بارے میں نازل ہوئی

تفسیر ابن ابی حاتم سند حسن

اس آیت میں نبیﷺ کی ازواج اولاد سب رشتہ دار داخل ہیں اب غیر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے مراد صرف پانچ ہیں کیونکہ مذکر کا صیغہ ہے اور اہل سے مراد صرف یہی ہیں ہم انشاءاللہ اس پر تفصیل سے گفتگو کریں گے

پہلے ہم اس طرف دیکھتے ہیں کہ آیا اھل سے مراد کون ہیں لغت سے

القاموس الوحید ص143 پر ہے کہ اھل سے مراد بیوی رشتہ دار ہیں1

اسی طرح القاموس الجدید ص81 پر ہے اس سے مراد اہل خانہ ہیں2

ہم اس

متعلق مثالیں بھی پیش کرتے ہیں

امام مالک اندلسی فرماتے ہیں دو یا دو سے زیادہ افراد میں اگر مذکر و مؤنث

دونوں ہوں تو مذکر غالب آئے گا

(الفیہ ابن مالک باب التثنیہ والجمع)

اسی طرح ابن ہشام

جب مذکر و مؤنث جمع ہوں تو غالب ہمیشہ مذکر آتا ہے

(مغنی اللبیب عن کتب الاریب ج1 ص82)

جیسے یاایھا الذین امنو اے ایمان والو میں

اب اس. میں الذین جمع مذکر ہے اور اس میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں

قد افلح المومنون بے شک مومن کامیاب ہوگئے

یہاں مذکر کا صیغہ ہے لیکن مراد دونوں ہیں مرد و عورت آیت تطہیر میں
بھی بعینہ اسی طرح ہے

والدین والد کی تثنیہ ہے اور یہاں دونوں مراد ہوں گے اور اگر والدین سے
مراد مرد و عورت نہیں لیں گے تو مراد دو مرد ہوجائنں گے

پھر

اعتراض کہ جمع مؤنث کی ضمیر آنی چاہیے کیونکہ عنکم اور الیطھرکم میں جو جمع مذکر ضمیر استعمال کی گئ ہے تو وہ صرف لفظ اہل کہ رعایت سے استعمال کی گئ ہے جیسا کہ سیدہ سارہ کو خطاب کیا گیا جو آئے گا آگے

اور اہل عرب عموماً مؤنث سے مخاطب ہوکر یعنی کرتے وقت مذکر جمع کا صیغہ استعمال کرتے تھے

(لغات القرآن ج1 ص303.04.05)

احادیث سے ثبوت کے اہل سے مراد بیویاں ہیں

مفہوم نبیﷺ نے اپنی ازواج کو فرمایا اے اہل بیت تمہارے مزاج کیسے ہیں کیا حال چال ہے

(صحیح مسلم کتاب النکاح رقم3500)

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تو رسول اللہﷺ نے فرمایا لوگوں تم میں سے کون اس شخص کے مقابلے میں میرا ساتھ دے گا جس شخص نے میرے اہل بیت کے سلسلے میں مجھے اذیت دی

(بخاری شریف رقم4750)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم آل محمد صدقہ نہیں کھاتے

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث 10811)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اہل سے مراد بیویاں ہیں

اسی طرح قرآن پاک میں بھی اھل سے مراد بیویاں ہیں

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے

اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَہْلِہٖٓ

.جب کہ موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا

(سورہ نمل آیت 7)

اب یہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ صرف ان کی بیوی تھی اور کوئی نہ تھا لیکن پھر بھی اللہ نے اھل کا لفظ استعمال کیا حالانکہ یہ مذکر ہے

دوسری جگہ ارشاد فرمایا

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبھا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی

برکتیں تم پر اے اس گھر والو بیشک وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا۔

(سورہ ھود آیت 73)

یہاں اللہ پاک سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا سے کلام فرما رہا ہے اور لفظ اھل

البیت مذکر کے صیغے کے ساتھ لا رہا ہے اسی طرح سورہ احزاب میں بھی

ہے..

اس سے معلوم ہوا کہ اھل سے مراد بیویاں ہیں نہ کہ اور

اس حوالے سے علمائے اہلسنت نے بھی لکھا ہے ان شاءاللہ ہم وہ پیش

کرتے ہیں

لفظ مذکر پر بحث

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

واذکرن مایتلی فی بیوتکن من ایت اللہ والحکمۃ یہ الفاظ یہ معنیٰ دیتے ہیں کہ اہل سے مراد حضورﷺ کی ازواج ہیں اہل علم نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ اہل بیت کون ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما عطا عکرمہ نے کہا اہل بیت صرف ازواج مطہرات ہیں ان کے ساتھ کوئی مرد شامل نہیں وہ اس طرف گئے ہیں کہ بیت سے مراد حضور علیہ السلام کے مسکن ہیں ایک فرقہ نے کہا جن میں کلبی بھی ہے مراد پانچ ہیں انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے لیذھب عنکم الرجس اگر یہ خاص عورتوں کے لیئے حکم ہوتا تو ارشاد یوں ہوتا عنکن ویطھرکن مگر یہ احتمال موجود ہے کہ کُم ضمیر لفظ اہل کے

اعتبار سے ہو جس طرح آدمی اپنے ساتھی سے کہتا ہے کیف اھلک مراد ہوتا ہے تیری بیویاں کیسی ہیں وہ کہتا ہے ھم الخیر وہ اچھی ہیں محل استدلال ھم ہے آیت سے جو ظاہر کہ آیت سے مراد اہل بیت کو عام ہے وہ بیویاں ہوں یا اور جب مذکر اور مؤنث جمع ہوجائیں تو مذکر کو غلبہ دیا جاتا ہے

(تفسیر قرطبی مترجم ج5 ص564. 565)

مفسر قرآن علامہ طیب نقشیری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں۔ بعض شیعت زدہ سنی واعظین سمجھتے ہیں کہ اس آیت کا ازواج رسول سے کوئی

تعلق نہیں ، یہ جاہلانہ اعتراض ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ آیت اصل میں

ازواج کے لیتے ہی اُتری ہے . چند دلائل

) اس آیت سے قبل یا بیھا النبی قبل آوایک ، اے رسول اپنی ازدواج سے فرما

دیں (احزاب (28) پھر آگے اے ازواج رسول تم میں سے جو بھی کسی

کھلے گناہ کا ارتکاب کرے تو اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا (آیت ( ) پھر

فرمایا اے ازواج رسول تم دوسری عورتوں میں سے کسی کی طرح نہیں ہو (

احزاب (32) ان آیات سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ سارے رکوع

میں ازواج رسول کا ہی ذکر چلا آ رہا ہے۔ لہذا اس آیت میں بھی ازواج میں

مراد ہیں .

پھر اس آیت کے ما قبل لستن یا حد من النساء بیوکن ولا تبرجن اقمن اتین

اطعن کے الفاظ موجود ہیں اور اس کے بعد وازکرن ما یتلی فی بیوتکن کے

الفاظ ہیں جو سب صفہ ہائے جمع مؤنث ہیں

شبعہ الجھاؤ پیدا کرنے کے لیے کہتے ہیں لیزھب عنکم الرجس ویطھرکم میں کُم جمع مذکر مخاطب کی ضمیر ہیں لہذا ازواج اس میں شامل نہیں (جاہل) یہ نہیں دیکھتے کہ جمع مذکر کی ضمیر ہیں۔ لفظ اہل بیت مذکر ہونے کی وجہ ہیں اور قرآن میں اس نقطہ کی وجہ سے مذکر صیغں سے اکثر یاد کیا گیا ہے جیسے

سورہ قصص

(سورۃ ہود 73) (سورۃ طٰہٰ (10)

ان سب آیات میں لفظ اہل بیت کے مذکر ہونے کی وجہ سے بیوی کو جو مذکر کے صیغوں سے بیان کیا گیا ہے تو یہی ماجرا آیت تطہیر میں بھی ہے مگر افسوس کے بے وقوف لوگ اس بات کو ماننے. میں تیار ہی نہیں

(تفسیر البرھان القرآن ج5 ص504. 507)

شیخ الحدیث التفسیر علامہ غلام رسول سعیدی ررَحْمَۃُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ فرماتے ہیں

اعتراض

اہل بیت میں نبیﷺ بھی شامل ہیں اور جب کسی جملہ میں مزکر و مؤنث دونوں صیغے ہوں تو مذکر صیغے لائے جاتے ہیں اس لئیے لیذھب عنکم الرجس فرمایا اور لیذھب عنکن الرجس نہیں فرمایا اور اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اہل بیت لفظاً مذکر ہے اور معنیٰ مؤنث ہے اور ضمیروں کے لانے میں لفظ کی رعایت ہوتی ہے معنیٰ کی نہیں ہوتی

(تبیان القرآن تحت سورہ احزاب آیت 33)

ابو حفص نجم الدین عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل النسفی السمرقندی

537ھ فرماتے ہیں

آپ کی ازواج آپ ﷺ کے اہل بیت سے ہیں عنکم کی ضمیر مذکر لائے کوی

کیونکہ اس سے آپ کی آل کے مرد و عورت دونوں مراد ہیں

(تفسیر مدارک ج3 ص148)

تفسیر کمالین ترجمہ جلالین میں ہے

رہا عنکم میں ضمیر مذکر کا ہونا۔ یا تو بطور تغلیب

تغلیب کا معنیٰ نحوی اعتبار سے دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا ذکر ہوتا ہے

مگر ان میں سے کسی ایک کے لفظ کو شامل کرلیا جاتا ہے)

مثال الوالدان =والد+والدہ یہاں صرف والد کا لفظ ہے

مگر اس میں والدہ بھی شامل ہے کبھی مذکر و مؤنث دونوں جمع ہوں تو تغلیباً مذکر کا صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے سورہ احزاب. 33 میں مؤنث و مذکر کا ذکر ہے لیکن چونکہ مرد بھی شامل ہیں تو مذکر تغلیباً اختیار کیا گیا ہے

اور دوسرا عنکم اہل کی رعایت سے ضمیر مذکر آئی ہے چنانچہ آیت لاھلہ امکثو میں یہی صورت ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں

پہلے صیغہ مؤنث کا تھا یہاں اس سے مراد ازواج مطہرات کے ساتھ ان کی اولاد آباء بھی داخل ہیں اس لیئے بصیغہ مذکر عنکم فرمایا

(معارف القرآن ج7 ص139. 47)

ابی اللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی 375ھ فرماتے ہیں

عنکم (تم سے) مذکر کے صیغے کے ساتھ اور عنکن (تم عورتوں سے) نہیں کہا کیونکہ لفظ اہل بیت ایسا ہے کہ اسے مذکر و مؤنث دونوں کے لیئے بولا جاتا ہے

(تفسیر سمرقندی ج3 ص50 تحت سورہ احزاب)

لابی محمد عبدالحق بن عطیۃ الاندلسی فرماتے ہیں

ظاہر ہے اس آیت سے بیویاں خارج نہیں ہوتیں کیونکہ اہل بیت سے مراد وہ گھرانہ ہے جس میں آدمی اور اس کی بیوی ہوں اور یہ بھی کہا گیا ہے اہل بیت سے مراد نبیﷺ کی بیویاں ہیں اور جمہور کا قول یہی ہے کہ خطاب ابتداء سے ازواج کی طرف ہے پس دونوں اس میں شامل ہیں

(تفسیر ابن عطیۃ تحت سورہ احزاب)

مولانا محمد امداد حسین پیرزادہ فرماتے ہیں

اہل بیت سے مراد نبیﷺ کی ازواج مطہرات سیدہ فاطمہ علی حسن و حسین شامل ہیں

(امداد الکرم ج4 تحت سورہ احزاب)

اب ہم کچھ احادیث بھی پیش کرتے ہیں کہ یہ آیت عورتوں کے متعلق نازل ہوئی

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عورتوں نے عرض کی یارسول اللہﷺ کیا وجہ ہے مومنوں کا ذکر ہوتا ہے مومنات کا ذکر نہیں ہوتا تو یہ آیت نازل ہوئی

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج7ص207 رقم11273سند حسن)

ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ نبیﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں عرض کی ہر چیز مردوں کے لیئے دیکھتی ہوں میں عورتوں کا کوئی ذکر نہیں پاتی تو یہ آیت نازل ہوئی

(سنن ترمزی الاحوزی ج12 ص62 بیروت سند حسن)

ان احادیث سے بھی ثابت ہوا کہ یہ آیت ازواج مطہرات علیہما السلام کے متعلق نازل ہوئی ہے مخصوص انداز میں اور باقی لوگ بھی اس میں شامل ہیں

خاتمہ

حالیہ دنوں میں اسد الطحاوی صاحب کی اس متعلق پوسٹ سامنے آئ جس میں احادیث پر کلام کیا گیا تھا تو مناسب سمجھا اس کو بھی اس میں شامل کرلیا جائے تاکہ مؤقف مضبوط ہوسکے

آیت تطہیر کے اول مصداق کون؟

تحقیق: اسد الطحاوی

ائمہ اہلسنت نے اس آیت سے عمومی جو موقف اپنایا ہے وہ یہ ہے کہ ، شان نزول اس آیت کا حضور اکرمﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔ اور حضور اکرمﷺ نے اپنی چادر میں حضرت علی رضی اللہ ، حضرت فاطمہ رضی اللہ ، حضرت حسن رضی اللہ اور حضرت حسین رضی اللہ کو شامل کر کے اس آیت کی قرات فرمائی ہے ۔ اور فرمایا ہے کہ یہ میرے اہل بیت میں سے ہیں ۔ تو یہ چار افراد بھی ویسے ہی اہلبیت ہوئے جیسا کہ ازواج مطہرات ہیں۔

جبکہ یہ موقف اہلسنت میں داخل ہو گیا ہے ۔ جیسا کہ معمالات اہلسنت میں دیگر بہت سی چیزیں شامل کر دی گئی ہیں ۔ جبکہ حضور اکرمﷺ نے نہ ہی اس آیت نزول کی بنیاد پر مطلق اہلبیت کہا ۔ اور نہ ہی فقط ان چار افراد کو اس آیت کا مصداق اول قرار دیا ۔ اور نہ ہی بطور حصر ان چار افراد کے علاوہ باقیوں کو غیر اہلبیت قرار دیا ۔

بلکہ حضور اکرمﷺ کا ان چار افراد کو اس آیت کے تحت اہل قرار دینا بطور اعزازی تھا نہ کہ مصداق اول ان چار افراد کو قرار دینا ۔ اورنہ ہی نبی کریم ﷺ نے اس آیت کے تحت صرف چار افراد کو شمار کیا بلکہ ایک اور صحابی کو بھی اس آیت میں انعام کردہ درجہ پر فائض قرار دیا(وہ صحابی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں صحیح مسلم6225) ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کا چار افراد کو اہل فرمانا اعزازی تھا نہ کہ مصداق اول !

سب سے پہلے ہم وہ روایات نقل کرتے ہیں جس پر اہلسنت کے بعد والے ائمہ نے تحقیق کرنا ضروری نہ سمجھا اور ہر قسم کی روایات کو قبول کرتے رہے -

---

پہلی روایت جو صحیح مسلم میں ہے -

جسکی سند و متن درج ذیل ہے:

حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة ، ومحمد بن عبد الله بن نمير ، واللفظ لابي بكر، قالا: حدثنا محمد بن بشر ، عن زكرياء ، عن مصعب بن شيبة ، عن صفية بنت شيبة ، قالت: قالت عائشة : " خرج النبي صلى الله عليه وسلم غداة، وعليه مرط مرحل من شعر اسود، فجاء الحسن بن علي، فادخله، ثم جاء الحسين فدخل معه، ثم

جاءت فاطمة فادخلها، ثم جاء علي فادخله، ثم قال: إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا

ام المؤمنين عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاووں کی صورتیں یا ہانڈیوں کی صورتیں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس چادر کے اندر کر لیا۔ پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو بھی اس میں داخل کر لیا۔ پھر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں تو ان کو بھی انہی کے ساتھ شامل کر لیا پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو بھی شامل کر کے فرمایا: «إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا»

"اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تم کو پاک کرے اے گھر والو۔" (الاحزاب: 33)۔

[صحیح مسلم]

اس روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ کے گھر میں تھے اور یہ صبح کا وقت تھا۔ اور پھر اچانک انکے گھر باری باری حسنین کریمین ، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ و مولا علی رضی اللہ آگئے ۔ اور پھر اس آیت کی تلاوت کی ۔

علت:

روایت معلول اور متن کے اعتبار سے منکر ہے یعنی صحیح روایت کے خلاف

ہے -

روایت کی سند میں مصعب بن شیبۃ جسکاتفرد ہے اس سند میں اور یہ راوی

اس قابل نہیں کہ اسکا تفرد قبول کیا جائے -

جیسا کہ ائمہ کا کلام اس راوی پر درج ذیل ہے :

- أبو أحمد بن عدي الجرجاني : تكلموا في حفظه
- أبو حاتم الرازي : لايحمدونه وليس بقوي
- أبو دواد السجستاني : ضعيف
- أبو زرعة الرازي : ليس بقوي
- أحمد بن حنبل : روى أحاديث مناكير
- أحمد بن شعيب النسائي : منكر الحديث، ومرة: في حديثه شيء

- أحمد بن صالح الجيلي : ثقة
- ابن حجر العسقلاني : لين الحديث
- الدارقطني : ليس بالقوي ولا بالحافظ، ومرة قال: ضعيف
- الذہبي : فيه ضعف
- يحيى بن معين : ثقة

اور ایسا منکر الحدیث راوی جو ہو بھی قلیل الحدیث اور اسکا تفرد امام مسلم اپنی صحیح میں لے کر آگئے ---

جیسا کہ امام ابن سعد اس راوی کے بارے کہتے ہیں :

وقال محمد بن سعد: كان قليل الحديث [تهذيب الكمال (28/ 31)]

وقال ابن سعد: كان قليل الحديث [تهذيب التهذيب (4/ 85)]

تو صحیح مسلم میں اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے اسکا کوئی متابع نہیں۔
اور متن بھی صحیح روایت کے خلاف ہے جسکو آخر میں ہم پیش کرینگے ۔

دوسری روایت :

امام ترمذی نقل کرتے ہیں جس میں یہ قصہ ہے کہ یہ آیت حضرت ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی تھی۔ اور سب لوگ انکے گھر میں جمع ہوئے تھے ۔

حدثنا قتيبة، قال: حدثنا محمد بن سليمان بن الأصبهاني، عن يحيى بن عبيد، عن عطاء بن أبي رباح، عن عمر بن أبي سلمة، ربيب النبي صلى الله عليه وسلم قال: لما نزلت هذه الآية على النبي صلى الله عليه وسلم {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} في بيت أم سلمة، فدعا فاطمة وحسنا وحسينا فجللهم بكساء، وعلي خلف ظهره فجلله بكساء ثم قال: اللهم هؤلاء أهل بيتي فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا. قالت أم سلمة: وأنا معهم يا نبي الله، قال: أنت على مكانك وأنت على خير.

هذا حديث غريب من هذا الوجه من حديث عطاء، عن عمر بن أبي سلمة.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر پرورش عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آیت «إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا» ”اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے“ (الاحزاب: ۳۳)،

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپ نے فاطمہ و حسن حسین (رضی اللہ عنہم) کو بلایا اور انہیں ایک چادر کے نیچے ڈھانپ دیا، علی رضی اللہ عنہ آپ کی پیٹھ کے پیچھے تھے آپ نے انہیں بھی چادر کے نیچے کر لیا، پھر فرمایا: ”اے اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت، میرے گھر والے، ان سے ناپاکی دور کر دے اور انہیں ہر طرح کی آلائشوں سے پوری طرح پاک و صاف کر دے“، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اور میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں، اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ”تم اپنی جگہ ہی ٹھیک ہو، تمہیں خیر ہی کا مقام و درجہ حاصل ہے“ اھ۔

امام ترمذی کہتے ہیں:

یہ حدیث اس سند سے جسے عطاء عمر بن ابی سلمہ سے روایت کرتے ہیں غریب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی نے اس روایت کو عطاء کے طریق سے عمر بن ابی سلمہ سے بیان کرنے کو فقط غریب قرار دیا ہے ۔ کیونکہ اس طریق کو یحیی بن عبید کے زریعہ عطاء سے بیان کرنے میں محمد بن سلیمان بن الأصبهاني کا تفرد ہے ۔ اور یہ اس قابل نہیں کہ اسکا تفرد مقبول ہو ۔

ائمہ کا کلام اس راوی کے بارے درج ذیل ہے :

- أبو أحمد بن عدي الجرجاني : مضطرب الحديث، قليل الحديث، ومقدار ما له قد أخطأ في غير شيء منه
- أبو حاتم الرازي : لا بأس به، يكتب حديثه، لا يحتج به
- أبو حاتم بن حبان البستي : يخالف ويخطئ

- أبو دواد السجستاني : ضعيف الحديث

- أحمد بن شعيب النسائي : ضعيف

- أحمد بن صالح الجيلي : ثقة

- ابن حجر العسقلاني : صدوق يخطئ

- محمد بن إسماعيل البخاري : مقارب الحديث

- مصنفوا تحرير تقريب التهذيب : ضعيف يعتبر به في المتابعات والشواهد

تو ایسے راوی کی روایت کیسے قبول ہو سکتی ہے ۔ اور صاحب منکرات اور ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ قلیل الحدیث بھی ہو ۔

تیسری روایت :

حدثنا عبد بن حميد، قال: حدثنا عفان بن مسلم، قال: حدثنا حماد بن سلمة، قال: أخبرنا علي بن زيد، عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يمر بباب فاطمة ستة أشهر إذا خرج إلى صلاة الفجر يقول: الصلاة يا أهل البيت {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} .

هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه، إنما نعرفه من حديث حماد بن سلمة.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے سامنے سے چھ مہینے تک گزرتے رہے، جب فجر کے لیے نکلتے تو آپ کا معمول تھا کہ آپ آواز دیتے «الصلاة يا أهل البيت» ”اے میرے گھر والو! نماز فجر کے لیے اٹھو“ «إنما يريد الله ليذهب

عنکم الرجس أہل البیت ویطہرکم تطہیرا» ”اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری نجاست تم سے دور کر دے اور تمہیں پورے طور پر پاک کر دے“۔

امام ترمذی کہتے ہیں:

یہ حدیث
اس سند
سے حسن
غریب ہے،
ہم اسے
صرف حماد
بن سلمہ کی
روایت سے

1 -

ہی جانتے

ہیں۔

[سن ترمذی]

یہ روایت بھی منکر ہے ۔ حضرت انس کے جید ثقہ تلامذہ تھے ۔ لیکن یہ روایت کسی کے پاس بھی نہ تھی سوائے علی بن زید بن جدعان ضعیف شیعہ راوی کے علاوہ ۔

اور ائمہ کا کلام اس پر درج ذیل ہے :

- أبو أحمد الحاكم : ليس بالمتين عندهم
- أبو أحمد بن عدي الجرجاني : كان يغلو في التشيع، ومع ضعفه يكتب حديثه

- أبو الحسن بن القطان الفاسي : جملة أمره أنه كان يرفع الكثير مما يقفه غيره واختلط أخيرا ولا يتهم بالكذب

- أبو بكر البيهقي : ليس بالقوي

- أبو جعفر العقيلي : أورد له حديثا لا يتابع عليه أحد

- أبو حاتم الرازي : ليس بقوي، يكتب حديثه ولا يحتج به

- أبو حاتم بن حبان البستي : كان شيخا جليلا وكان يهم في الأخبار ويخطىء في الآثار حتى كثر ذلك في أخباره وتبين فيها المناكير التي يرويها عن المشاهير فاستحق ترك الاحتجاج به

- أبو زرعة الرازي : ليس بقوي

- أبو عيسى الترمذي : صدوق، إلا أنه ربما رفع الشيء الذي يوقفه غيره

- أحمد بن حنبل : ليس بالقوي، ومرة: ليس بشيء، ومرة: ضعيف الحديث

- أحمد بن شعيب النسائي : ضعيف

- أحمد بن صالح الجيلي : يكتب حديثه وليس بالقوي لا بأس به

- إبراهيم بن يعقوب الجوزجاني : واهي الحديث ضعيف فيه ميل عن القصد لا يحتج بحديثه، ومرة: بصري واهي الحديث ضعيف لا يحتج بحديثه

- ابن حجر العسقلاني : ضعيف لا يحسن حديثه إلا بالمتابعة والشواهد، وذكره في المطالب العالية، سيء الحفظ

- الدارقطني : فيه لين

- الذهبي : أحد الحفاظ وليس بالثبت

- حماد بن زيد الجهضمي : حدثنا وكان كثير التخليط، ومرة: كان يقلب الأسانيد، كأنه ليس بذاك

- زكريا بن يحيى الساجي : من أهل الصدق وليس يجري مجرى من أجمع على ثبته

- سفيان بن عيينة : كتبت عنه كتابا كبيرا فتركته زهدا فيه
- شعبة بن الحجاج : كان رفاعا ومرة: حدثنا قبل أن يختلط
- عبد الباقي بن قانع البغدادي : خلط في آخر عمره وترك حديثه
- علي بن المديني : ضعيف عندنا
- عماد الدين بن كثير الدمشقي : عنده مناكير
- محمد بن إسحاق بن خزيمة : لا أحتج به لسوء حفظه
- محمد بن إسماعيل البخاري : لايتابع في حديثه
- محمد بن سعد كاتب الواقدي : كثير الحديث وفيه ضعف ولا تحتج به
- وهيب بن خالد : ضعفه
- يحيي بن سعيد القطان : يتقي الحديث عنه

- يحيى بن معين : ليس بذاك القوي، ومرة: بصري ضعيف، ومرة: ضعيف في كل شيء، ومرة: ليس بشيء، ومرة: ليس بحجة، ومرة: سئل عن عاصم بن عبد الله وابن عقيل وعلي بن زيد بن جدعان فقال علي بن زيد أحبهم إلي
- يزيد بن زريع العيشي : لم أحمل عنه فإنه كان رافضيا
- يعقوب بن سفيان الفسوي : اختلط في كبره
- يعقوب بن شيبة السدوسي : ثقة صالح الحديث وإلى اللين ما هو

ایسی روایت جسکو علی بن زید صاحب مناکیر جو مشہور ثقہ شیوخ سے مناکیر بیان کرنے میں منفرد تھا اور اس سبب قابل ترک ہوا۔ اسکا تفرد ایسی روایت میں کیسے قبول کیا جا سکتا ہے ؟

چوتھی روایت:

حدثنا محمود بن غيلان، حدثنا ابو احمد الزبيري، حدثنا سفيان، عن زبيد، عن شهر بن حوشب، عن ام سلمة، ان النبي صلى الله عليه وسلم جلل على الحسن , والحسين , وعلي , وفاطمة كساء، ثم قال: " اللهم هؤلاء اهل بيتي وخاصتي اذهب عنهم الرجس , وطهرهم تطهيرا "، فقالت ام سلمة: وانا معهم يا رسول الله؟ قال: " إنك إلى خير ". قال ابو عيسى: هذا حديث حسن صحيح، وهو احسن شيء روي في هذا الباب، وفي الباب عن عمر بن ابي سلمة، وانس بن مالك، وابي الحمراء، ومعقل بن يسار، وعائشة.

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن، حسین، علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کو ایک چادر سے ڈھانپ کر فرمایا: «اللهم هؤلاء أهل بيتي وخاصتي أذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا» ”اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص الخاص لوگ ہیں، تو ان سے

گندگی کو دور فرما دے، اور انہیں اچھی طرح سے پاک کر دے"، تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا بولیں: اور میں بھی ان کے ساتھ ہوں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: "تو (بھی) خیر پر ہے"۔

امام ترمذی کہتے ہیں:

۱- یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں جو حدیثیں مروی ہیں ان میں سب سے اچھی ہے،

[سنن الترمذی]

نوٹ: امام ترمذی نے اس روایت کی سند کو تمام روایات کی اسناد پر مقدم کیا ہے ۔ یعنی امام ترمذی کے نزدیک بھی صحیح مسلم کا طرق صحیح نہیں تھا۔

اور جس روایت کو امام ترمذی نے حسن صحیح کہا یہ بھی معلول ہے خفی علت کے سبب ۔

کیونکہ اس روایت کو امام سفیان ثوری سے روایت کرنے میں محمد بن عبد اللہ الزبیری، أبو أحمد کا تفرد ہے ۔ اور یہ امام سفیان ثوری سے روایت کرنے میں شدید ضعیف تھا۔ منکرات روایت کرنے کے سبب

اس پر اس حوالے سے ائمہ کا کلام درج ذیل ہے:

- أحمد بن حنبل : كثير الخطأ في حديث سفيان
- ابن حجر العسقلاني : ثقة ثبت إلا أنه قد يخطىء في حديث الثوري

نیز شہر بن حوشب راجح تحقیق میں ضعیف اور صاحب منکرات راوی ہے پہلے میں اسکو حسن الحدیث سمجھتا تھا۔ لیکن یہ کثرت سے مناکیر بیان کرنے والا راوی ہے ائمہ کے نزدیک اور جسکے سبب اسکے تفرد کی کثرت کی وجہ سے منکر االحدیث قرار پایا۔

ائمہ کا کلام شہر بن حوشب پر درج ذیل ہے:

- أبو أحمد الحاكم : ليس بالقوي عندهم

- أبو أحمد بن عدي الجرجاني : ليس بالقوي في الحديث وهو ممن لا يحتج بحديثه ولايتدين به

- أبو الحسن بن القطان الفاسي : لم أسمع لمضعفه حجة

- أبو بشر الدولابي : أحاديثه لا تشبه أحاديث الناس

- أبو بكر البيهقي : ضعيف

- أبو حاتم الرازي : لا يحتج بحديثه

- أبو حاتم بن حبان البستي : ممن يروي عن الثقات المعضلات وعن الأثبات المقلوبات

- أبو زرعة الرازي : لا بأس به

- أبو محمد بن حزم الظاهري : ساقط

- أحمد بن حنبل : حسن الحديث، ومرة: ثقة، ومرة: لا بأس به

- أحمد بن شعيب النسائي : ليس بالقوي
- أحمد بن صالح الجيلي : ثقة
- إبراهيم بن يعقوب الجوزجاني : ضعيف
- ابن حجر العسقلاني : صدوق كثير الإرسال والأوهام
- الدارقطني : يخرج حديثه، وذكره في السنن وقال: ليس بالقوي
- زكريا بن يحيى الساجي : فيه ضعف وليس بالحافظ
- شعبة بن الحجاج : لقيته فلم أعتد به
- صالح بن محمد جزرة : لم يوقف منه على كذب، وكان رجلا يتنسك إلا أنه روى أحاديث يتفرد بها
- عبد الله بن عون البصري : نزكوه أي طعنوا فيه
- علي بن المديني : لا أدع حديثه

- محمد بن إسماعيل البخاري : حسن حديثه وقوى أمره
- محمد بن جرير الطبري : فقيه قارئ عالم
- محمد بن عمار الموصلي : ما أعلم أحدا قال فيه غير شعبة قيل: يكون حديثه حجة ؟ قال: لا
- موسى بن هارون الحمال : ضعيف
- يحيي بن سعيد القطان : لم يكن يحدث عنه
- يحيي بن معين : ثقة، ومرة: ثبت
- يعقوب بن سفيان الفسوي : إن شهرا نزكوه فهو ثقة
- يعقوب بن شيبة السدوسي : ثقة مع طعن البعض فيه

اور یہی راجح ہے ۔ جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں :

شهر بن حوشب الأشعري، الشامي، مولى أسماء بنت يزيد بن السكن: صدوق كثير الإرسال والأوہام،

شہر بن حوشب اشعری، شامی، اسماء بنت یزید بن سکن کے مولیٰ: صدوق تھے لیکن کثرت سے ارسال اور وہم کرتے تھے۔

یعنی کثیر الارسال کے ساتھ کثیر الوھام بھی تھے ۔

اور علامہ شعیب الارنووط حاشیہ میں کہتے ہیں :

لو قال: ضعيف يعتبر به، لكان أحسن، إذ لا يحتج بشهر إذا انفرد، ولكن يعتبر به في المتابعات والشواہد، وہو كما قال المصنف كثير الإرسال والأوہام، وقد ضعفه يحيي بن سعيد، وشعبة، والجوزجاني، وموسى بن ہارون، وأبو حاتم الرازي، وابن حبان، وابن عدي – بعد أن سبر حديثه -، والدارقطني، والساجي، وأبو أحمد الحاكم،

وغيرهم. ولكن حسن الرأي فيه البخاري، وأحمد بن حنبل، وأبو زرعة الرازي. ووثقه يحيى بن معين، ويعقوب بن شيبة، ويعقوب بن سفيان، والعجلي. ولا بد من دراسة كل حديث من أحاديثه على حدة ليتبين أمره في كل حديث، وروى له مسلم مقرونا.

اگر یہ کہا جاتا کہ "ضعیف ہے لیکن اس سے اعتبار کیا جاتا ہے" تو یہ بہتر ہوتا، کیونکہ جب شہر اکیلا روایت کرے تو اس سے حجت نہیں لی جاتی، البتہ متابعت اور شواہد میں اس سے اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ مصنف نے کہا، وہ کثرت سے ارسال اور وہم کرتے تھے۔ انہیں یحییٰ بن سعید، شعبہ، جوزجانی، موسیٰ بن ہارون، ابو حاتم رازی، ابن حبان، ابن عدی (ان کی حدیث کا جائزہ لینے کے بعد)، دارقطنی، ساجی، ابو احمد حاکم اور دیگر نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن بخاری، احمد بن حنبل اور ابو زرعہ رازی نے ان کے بارے میں اچھا خیال رکھا ہے۔ یحییٰ بن معین، یعقوب بن شیبہ، یعقوب بن

سفیان اور عجلی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ان کی ہر حدیث کو الگ الگ دیکھنا ضروری ہے تاکہ ہر روایت کا حکم واضح ہو سکے، اور مسلم نے ان سے مع القرین روایت کی ہے۔

[تقریب التہذیب]

پانچویں روایت :

امام طحاوی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں :

حدثنا فهد، حدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا جرير بن عبد الحميد، عن الأعمش، عن جعفر بن عبد الرحمن البجلي، عن حكيم بن سعد، عن أم سلمة قالت: " نزلت هذه الآية في رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلي، وفاطمة، وحسن، وحسين

علیہم السلام {إنما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس أہل البیت ویطہرکم تطہیرا}

[الأحزاب: 33] "

[شرح مشکل الاثار]

یہ روایت بھی ضعیف جدا ہے ۔

کیونکہ اعمش مدلس ہیں ۔ اور جعفر بن عبد الرحمن جبلی مجہول الحال ہے ۔ اور اسکا حکیم بن سعد سے سماع کی دلیل بھی مبہم ہے ۔

جسکی وجہ سے طرق میں ضعف شدید واقع ہو گیا ہے ۔

چھٹی روایت :

حدثنا الحسين بن الحكم الحبري الكوفي، حدثنا مخول بن مخول بن راشد الحناط، حدثنا عبد الجبار بن عباس [ص:239] الشبامي، عن عمار الدهني، عن عمرة بنت أفعى، عن أم سلمة قالت: نزلت هذه الآية في بيتي: {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} [الأحزاب: 33] ، يعني في سبعة جبريل، وميكائيل، ورسول الله صلى الله عليه وسلم، وعلي، وفاطمة، والحسن، والحسين عليهم السلام وأنا على باب البيت فقلت: يا رسول الله ألست من أهل البيت؟

[شرح مشكل الاثار]

یہ روایت بھی شدید ضعیف ہے ۔ اور منکر ہے

کیونکہ عبد الجبار بن عباس شیعہ اور صاحب منکرات ناقص ضبط والا راوی ہے ۔

اس پر ائمہ کا کلام درج ذیل ہے :

- أبو أحمد بن عدي الجرجاني : عامة ما يرويه مما لايتابع عليه
- أبِو الفرج بن الجوزي : ذكر له حديثا في الموضوعات، وقال: موضوع والمتهم بوضعه عبد الجبار فإنه كان من كبار الشيعة
- أبِو بكر البزار : أحاديثه مستقيمة إن شاء الله
- أبِو جعفر العقيلي : لايتابع على حديثه وكان يتشيع
- أبِو حاتم الرازي : ثقة
- أبِو حاتم بن حبان البستي : ممن ينفرد بالمقلوبات عن الثقات وكان غاليا في التشيع
- أبِو دواد السجستاني : ليس به بأس وهو يتشيع
- أبِو نعيم الفضل بن دكين : لم يكن بالكوفة أكذب منه

- أحمد بن حنبل : أرجو أن لا يكون به بأس، وكان يتشيع
- أحمد بن صالح الجيلي : صويلح لا بأس به
- إبراهيم بن يعقوب الجوزجاني : غال في سوء مذهبه
- ابن حجر العسقلاني : صدوق يتشيع
- الذهبي : صدوق يتشيع
- سبط ابن العجمي : مختلف فيه والأكثر على تجريحه
- يحيى بن معين : ليس به بأس

عمومی طور پر اسکی مرویات میں اسکی متابقت نہیں ہوتی اور یہ صاحب منکرات ہے ۔ اگرچہ کچھ ائمہ کی اس پر تکذیب کی بھی جرح ہے ۔ لیکن فی نفسی ائمہ نے اسکو صدوق کہا ہے ۔

نیز اس روایت کا دوسرا ضعف عمرة بنت أفعی کے مجہول الحال ہونے کا ہے نیز انقطاع کا امکان بھی ہے ۔

ساتویں روایت...

حدثنا فهد، حدثنا أبو غسان، حدثنا فضيل بن مرزوق، عن عطية، عن أبي سعيد، عن أم سلمة قالت نزلت هذه الآية في بيتي: {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} [الأحزاب: 33] فقلت: يا رسول الله، ألست من أهل البيت؟ فقال: " أنت على خير إنك من أزواج النبي صلى الله عليه وسلم " وفي البيت علي، وفاطمة، والحسن، والحسين

[شرح مشكل الاثار]

یہ روایت منکر ہے حضرت ابو سعید سے عطیہ کا تفرد ہے ۔ اور یہ متفقہ طور پر ضعیف راوی ہے ۔

یہاں تک معلوم ہو گیا کہ حضرت ام سلمہ کی طرف منسو ب تمام روایات شدید ضعف پر مبنی اور معلل روایات ہیں ۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ کی طرف منسوب صحیح مسلم میں روایت بھی ضعیف و منکر ہے ۔

اور

حضرت انس و حضرت ابو سعید کی طرف منسوب مروایات بھی سب معلل اور منکر ہیں ۔

آٹھویں روایت :

ایک روایت حضرت ابن عباس کی طرف منسوب ہے جو کافی طویل روایت ہے ۔ جس میں مذکورہ حدیث کساء کا متن بھی موجود ہے ۔

جسکو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے ۔ جو کہ درج ذیل سند سے ہے ۔

حدثنا يحيى بن حماد، حدثنا أبو عوانة، حدثنا أبو بلج، حدثنا عمرو بن ميمون، قال: إني لجالس إلى ابن عباس۔۔۔ الخ

[مسند احمد حدیث: 3061]

حضرت ابن عباس کی طرف منسوب بھی یہ روایت منکر و معلل ہے ۔

کیونکہ ابو بلج صاحب منکرات تھا ۔ اور ان نے متعدد روایات عمرو بن میمون کی طرف منسوب کر کے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہیں۔ جو کہ محال بات ہے کیونکہ حضرت عمرو بن میمون حضرت ابن عباس کے تلامذہ سے نہیں ۔ بلکہ حضرت عمرو بن میمون نبی اکرم کی زندگی میں دور جہالت میں تھے اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ سے روایات ہیں انکی وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرنے والوں میں سے ہی نہیں ہیں۔

او ر ابو بلج ویسے تو صدوق راوی ہے ۔ لیکن جب وہ عمرو بن میمون کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کرے تو یہ معلول ہوتی ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ امام بخاری ابو بلج کے بارے کہتے ہیں:

سمعت ابن حماد يقول: قال البخاري يحيى بن أبي سليم أبو بلج الفزاري سمع محمد بن حاطب، وعمرو بن ميمون فيه نظر.

ابو بلج اسکا سماع محمد بن حاطب سے ہے اور عمرو بن میمون سے ہے اس میں نظر ہے ۔

یہ جرح فیہ نظر عمرو بن میمون کے حوالے سے ہے ۔

کیونکہ ابو بلج اپنے شیخ عمرو بن میمون جو کہ حضرت ابن عباس کے تلامذۃ میں سے نہیں۔ اسکا نام غلطی سے لیتا تھا ۔ کیونکہ اسکا دوسرا شیخ میمون أبو عبد اللہ مولی عبد الرحمن بن سمرۃ تھا۔ جسکا نام لینے کی بجائے ابو بلج عمرو بن میمون کا نام لیکر حضرت ابن عباس سے روایات نقل کردیتا تھا۔

جسکے سبب امام احمد بن حنبل کے سامنے جب یہ طرق بیان کیاگیاتو وہ حیران ہو گئے کہ یہ کیسا طرق ہے ؟

جیسا کہ امام ابن رجب اسی مذکورہ روایت کے تحت نقل کرتے ہیں :

أبو بلج الواسطي

يروي عن عمرو بن ميمون عن ابن عباس عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أحاديث منها حديث طويل "في فضل علي" أنكرها الإمام أحمد في رواية الأثرم، وقيل له: عمرو بن ميمون يروي عن ابن عباس؟ قال: ما أدري، ما أعلمه. وذكر عبد الغني بن سعيد المصري الحافظ أن أبا بلج أخطأ في اسم عمرو بن ميمون هذا، وليس هو بعمرو بن ميمون المشهور، إنما هو ميمون أبو عبد الله مولى عبد الرحمن بن سمرة، وهو ضعيف.

وليس هذا ببعيد، والله أعلم.

ابو بلج واسطی،

عمرو بن میمون سے، اور وہ ابن عباس سے، اور وہ نبی ﷺ سے احادیث روایت کرتا ہے، جن میں ایک طویل حدیث "فضائلِ علی" میں ہے، جسے امام احمد نے (روایتِ اثرم میں) منکر قرار دیا۔ ان سے پوچھا گیا: کیا عمرو بن میمون ابن عباس سے روایت کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: مجھے نہیں معلوم، میں ایسا (طرق) نہیں جانتا۔

اور حافظ عبد الغنی بن سعید مصری نے ذکر کیا کہ ابو بلج نے اس عمرو بن میمون کے نام میں غلطی کی ہے، یہ مشہور عمرو بن میمون نہیں ہے، بلکہ یہ میمون ابو عبد اللہ ہیں جو عبدالرحمٰن بن سمرہ کے مولیٰ ہیں، اور وہ ضعیف ہیں۔

اور یہ بات بعید نہیں، واللہ اعلم۔

تو معلوم ہوا کہ یہ روایت تو معلل و منکر ہے اور غلط منسوب ہے حضرت ابن عباس کی طرف ۔ بلکہ حضرت ابن عباس کا موقف تھا کہ آیت تطہیر تو خاص حضور اکرمﷺ کی ازواج کے لیے نازل ہوئی تھی۔ جو کہ انکے ساتھ مخصوص ہے ۔

اسکی تفصیل اور تائید آخر میں بیان کرینگے۔

ناویں روایت :

امام احمد بن حنبل نے اسکو تین طرق سے نقل کیا ہے جو حضرت ام سلمہ سے منسوب ہے ۔

پہلی سند :

حدثنا عبد الله بن نمير، قال: حدثنا عبد الملك يعني ابن أبي سليمان، عن عطاء بن أبي رباح، قال: حدثني من سمع أم سلمة، تذكر أن النبي صلى الله عليه وسلم كان في بيتها، فأتته فاطمة ببرمة، فيها خزيرة، فدخلت بها عليه، فقال لها: " ادعي زوجك وابنيك " قالت: فجاء علي، والحسين، والحسن، فدخلوا عليه، فجلسوا يأكلون من تلك الخزيرة، وهو على منامة له على دكان تحته كساء خيبري (1) . قالت: وأنا أصلي في الحجرة، فأنزل الله عز وجل هذه الآية: {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} [الأحزاب: 33] قالت: فأخذ فضل الكساء، فغشاهم به، ثم أخرج يده، فألوى (1) بها إلى السماء، ثم قال: " اللهم هؤلاء أهل بيتي وخاصتي (2) ، فأذهب عنهم الرجس، وطهرهم تطهيرا، اللهم هؤلاء أهل بيتي

وخاصتي (2) ، فأذهب عنهم الرجس، وطهرهم تطهيرا " (3) قالت: فأدخلت رأسي البيت، فقلت: وأنا معكم يا رسول الله، قال: " إنك إلى خير، إنك إلى خير

علت:

ابن ابی سلیمان نے یہ روایت عطاء سے بیان کی ہے اور انہوں نے اپنے شیخ کا نام مبہم کر دیا جس نے ام سلمہ سے یہ روایت کی ہے ۔ اس انقطاع کا شبہ بھی ہے اور راوی بھی مبہم ہے۔ جسکی وجہ سے یہ طرق بھی معلل ہے ۔

دوسری سند :

قال عبد الملك، وحدثني أبو ليلى، عن أم سلمة مثل حديث عطاء، سواء

اور عبدالملک کہتا ہے مجھے یہ حدیث ابو لیلی الکندی نے بیان کی ہے ۔ حضرت عطاء کے مثل ۔ (لیکن ابو لیلی کندی کے متن میں حضرت ام سلمہ کا حضور سے کہنا کہ میں بھی اہلبیت سے ہوں تو انکو فرمانا کہ تم خیر پر ہو یہ متن اس میں شامل نہیں)

علت:

یہ روایت بھی معلل ہے ۔

نوٹ: اس روایت کے مرکزی راوی پر ائمہ ایک ہی کنیت کے د و کوفی نام کے رواتہ سے انجان رہے ۔ اس لیے ابن سعد وغیرہ ایک ہی نام کے دونوں رواتہ کو ایک ترجمہ میں بیان کرکے دونوں کے رواتہ کے شیوخ اور تلامذہ کو جمع کر دیا۔ اور وہ اس لا علمی کے سبب معزور ہیں ۔

جب کے فرق کرنے والے ائمہ نے انکے تلامذہ اور شیوخ سے فرق کیا ہے

۔

ابو لیلی الکندی کنیت کےدو رواتہ ہیں اور دونوں کوفہ کے ہیں ۔

ایک ثقہ ہے

اور ایک مجہول ہے ۔

جو ثقہ ہے اسکے ناموں میں بہت اختلاف ہے ۔

امام بخاری اسکا نام معاویہ بن سلمہ یا سلمہ بن معاویہ بیان کرتے ہیں

سَلَمة بْن مُعاوية، أَبو لَيلَى، الكِندِيّ.

وَقَالَ أَبو أَحْمَد الزُّبَيري: أو مُعاوية بْن سَلَمة.

[تاریخ الکبیر]

اب انکے تلامذہ و شیوخ کا ذکر نہیں۔ تو یہ کس کے بارے کہا ہے اسکا تعین آگے کرتے ہیں ۔

وہ ثقہ کوفی راوی وہ حضرت سلمان فارسی ، حضرت ابو زر ، حضرت خباب سے روایت کرتا ہے ۔

اور اس سے اما م ابو اسحاق اور ابو الفراء وغیرہم روایت کرتے ہیں ۔

اسکا ایک اور مختلف نام امام ابو حاتم نے بیان کرتے ہیں :

سعيد بن أشرف بن سنان أبو ليلى الكندي روى عن أبي ذر وسلمان الفارسي روى عنه أبو إسحاق الهمداني سمعت أبي يقول ذلك

[الجرح والتدیل]

یعنی معلوم ہو گیا کہ ایک راوی کا نام جسکے بارے اختلاف ہے ۔ کوئی اسکو معاویہ بن سلمہ کہتا ہے ، کوئی سعید بن اشرف کہا ہے ۔ اور کوئی سلمہ بن معاویہ کہتا ہے ۔ اور اسکی اضافی کنیت ابو قرہ الکندی بھی ہے۔

لیکن ایک بات پختہ ہو گئی کہ جو حضرت سلمان فارسی سے روایت کرنے والا ہے اسکا شاگرد ابو اسحاق ہے ۔

نہ کہ عبد الملک بن ابی سلمان

جیسا کہ امام مزی نقل کرتے ہیں امام ابو حاکم الکبیر سے :

وفرق الحاكم أَبُو أَحْمَد بين أَبِي ليلى الكندي سلمة بْن معاوية ويُقال: معاوية بْن سلمة روى عن سلمان وروى عنه أَبُو إِسْحاق، وبين أَبِي ليلى الكندي روى عن سويد بْن غفلة وروى عنه عثمان بْن أَبِي زرعة. وذكر الراوي عن سويد بْن غفلة فيمن لم يقف عَلَى اسمه، وَقَال: ضعفه يَحيي بْن مَعِين، وَقَال: حَدَّثَنِي علي بْن مُحَمَّد بْن سختويه، قال: سمعت مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَة، قال: سمعت يَحيي، يعني ابن مَعِين، وسئل عَن أَبِي ليلى الكندي، فَقَالَ: كَانَ ضعيفا

اور حاکم ابو احمد نے فرق بیان کیا کہ ابو لیلی الکندی، سلمة بن معاویة (اور کہا جاتا ہے: معاویة بن سلمة) وہ ہیں جنھوں نے سلمانؓ سے روایت کی، اور ان سے ابو اسحاق نے روایت بیان کی۔

اور دوسرے ابو لیلی الکندی وہ ہیں جنہوں نے سوید بن غفلۃ سے روایت کی، اور ان سے عثمان بن ابی زرعہ نے روایت بیان کی۔

اور سوید بن غفلۃ سے روایت کرنے والے اس شخص کو اُن راویوں میں شمار کیا گیا ہے جن کا نام معلوم نہ ہو سکا، اور یحییٰ بن معین نے اسے ضعیف کہا۔

اور علی بن محمد بن سختویہ نے کہا: میں نے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے یحییٰ (بن معین) کو سنا، جب ان سے ابو لیلی الکندی کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا: وہ ضعیف تھا۔

[تھذیب الکمال]

یہاں تک یہ معلوم ہو گیا کہ جب ناموں سے تفریق کرنا مشکل ہو گئی ۔ تو

امام حاکم الکبیر کے مطابق جو راوی

حضرت سلمان فارسی ، خباب سے روایت کرتا ہو اور اس سے ابو اسحاق

روایت کرینگے تو تب ابولیلی کندی ثقہ راوی ہوگا۔

-

لیکن جن ائمہ نے ان دو رواتہ کو ایک سمجھا اور اس میں ابن معین کے دو

متضاد اقوال نقل کر دیے ۔

لیکن توثیق کا قول اس راوی کے بارے ہے جو حضرت سلمان فارسی وغیرہ

سے بیان کرتا ہے ۔

جیسا کہ امام ذھبی نقل کرتے ہیں :

أبو ليلى الكندي

عن سويد بن غفلة.

ضعفه يحيى بن معين. وقيل: وثقه،

سُوَید بن غَفلہ سے روایت کرتا ہے ۔

یحییٰ بن معین نے اسے ضعیف کہا۔ اور کہا گیا کہ ثقہ وہ ہے ،

پھر کہتے

ہیں :

وكأنهما اثنان: الثقة عن سليمان وخباب.

اور گویا یہ دو افراد ہیں: ایک ثقہ ہے جو "سلیمان اور خباب" سے روایت کرتا ہے۔

[میزان الاعتدال]

جو ثقہ ہے اور حضرت سلمان سے روایت کرتا ہے اسکا شاگرد ابو اسحاق ہے اس پر کچھ مثالیں پیش کر دیتے ہیں کہ حضرت سلمان سے فقط ابو اسحاق ہی ابی قرہ یا ابو لیلی کی کنیت سے روایت کرتا ہے ۔

حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنِ الأَعْمَشِ , عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي قُرَّةَ ، قَالَ : قَالَ سَلْمَانُ لِرَجُلٍ : " لَوْ قُطِّعْتَ أَعْضَاءً مَا بَلَغْتَ الإِيمَانَ " ، أَوْ كَمَا قَالَ

.

جو ابو لیلی الکندی حضرت سلمان فارسی ، خباب ، وغیرہ سے روایت کرتا ہے
اس سے روایت کرنے والے ابو اسحاق سبیعی ہیں جو

[الإيمان لابن أبي شيبة]

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي قُرَّةَ الْكِنْدِيِّ ، عَنْ سَلْمَانَ ، قَالَ : احْتَطَبْتُ حَطَبًا فَبِعْتُهُ ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ : " مَا هَذَا ؟ " فَقُلْتُ : صَدَقَةٌ ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ : " كُلُوا وَلَمْ يَأْكُلْ

[مصنف ابن أبي شيبة]

اسکی کنیت ابو قرہ الکندی سے بھی ابو اسحاق نے روایت کی ہے ۔ اور
حضرت سلمان فارسی سے روایت کرتا ہے ۔

اور مذکورہ روایت کا راوی عبد الملک بن ابی سلیمان ہے جو ابو الکندی سے ام سلمہ کے طریق سے بیان کررہا ہے ۔ جو کہ مجہول ہے ۔

تیسری سند :

حدثني داود بن أبي عوف أبو الجحاف، عن شهر ابن حوشب، عن أم سلمة بمثله سواء---

یہ وہی شھر بن حوشب والا طریق ہے جو معلل ہے اور ام سلمہ سے شھر بن حوشب کا متابع کوئی بھی غیر معلول سند کے علاوہ نہیں۔

اور اسکا متن جید حفاظ کے بھی خلاف ہے ۔

محفوظ متن!

اب یہاں تک ہم نے اس روایت کے سارے طرق پر کلام کر لیا ہے ۔ اور جو محفوظ متن ہے ۔ وہ امام اوزاعی نے بیان کیا ہے ۔

اور اس واقعہ کا عینی شاہد گواہ فقط صحابی رسول حضرت واثلہ ہیں۔

جیسا کہ امام ابن حبان اس روایت کو نقل کرتے ہیں :

أخبرنا عبد الله بن محمد بن سلم، حدثنا"1" عبد الرحمن بن إبراهيم، حدثنا الوليد بن مسلم، وعمر بن عبد الواحد، قالا: حدثنا الأوزاعي، عن شداد أبي عمار"2"

[8 :3]

عن واثلة بن الأسقع، قال: سألت عن علي في منزله فقيل لي: ذهب يأتي برسول الله صلى الله عليه وسلم، إذ جاء، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم، ودخلت، فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم على الفراش، وأجلس فاطمة عن يمينه، وعليا عن يساره، وحسنا وحسينا بين يديه، وقال: {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} [الأحزاب: 33] ، "اللهم هؤلاء أهلي"، قال واثلة: فقلت من ناحية البيت: وأنا يا رسول الله من أهلك؟ قال: "وأنت من أهلي"، قال واثلة: إنها لمن أرجى ما أرتجي"1". [3: 8]

واثلہ بن الاسقعؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علیؓ کے گھر کے بارے میں پوچھا، تو مجھے کہا گیا: وہ رسول اللہ ﷺ کو لینے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ آگئے، اور رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ بستر پر بیٹھ گئے، فاطمہؓ کو اپنے دائیں بٹھایا، علیؓ کو بائیں، اور حسن و حسینؓ کو اپنے

سامنے، پھر فرمایا: ''بیشک اللہ کا ارادہ ہے کہ اے اہلِ بیت! تم سے ہر قسم کی گندگی کو دور کرے اور تمہیں مکمل پاکیزگی کے ساتھ پاک کرے'' (الاحزاب: 33)۔ پھر دعا کی: ''اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں''۔

واثلہؓ کہتے ہیں: میں گھر کے ایک کونے سے عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی آپ کے اہل میں شامل ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تم بھی میرے اہل میں سے ہو''۔

واثلہؓ کہتے ہیں: یہ جملہ میرے لیے ان سب سے زیادہ امید افزا باتوں میں سے ہے جن سے میں امید رکھتا ہوں۔

[صحیح ابن حبان وسندہ جید]

اس روایت کے متن پر کلام :

معلوم ہوا یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ کے گھر ہوا جب حضرت واصلہ حضرت علی کے گھر کا پتہ پوچھ رہے تھے ۔

اور جب وہ انکے گھر پہنچے تو اتنے میں حضرت علی حضور اکرمﷺ کے ساتھ آگئے۔

اور پھر انھوں نے حضرت فاطمہ ، حسنین کریمین اور مولا علی رضی اللہ کو چادر میں شامل کرکے کہا یہ میرے

"اہل میں سے" ہیں۔

اور صحابی واثلہ فرماتے ہیں جب کہ کیا میں بھی آپکا

"اہل میں سے"

ہوں ؟ تو حضور اکرمﷺ فرماتے ہیں بیشک تم بھی میرے "اہل میں سے "

ہو۔

معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے ان چاروں عظیم شخصیات کو اس آیت کے تحت اضافی طور پر فضیلت بخشی اور بالکل وہی فضیلت حضرت واثلہ کو بخشی کہ وہ بھی اہل میں سے ہیں جیسے کہ 4 افراد اہل میں سے ہیں۔

حضرت واثلہ کو بھی اسی آیت کے تحت اضافی فضیلت کے طور پر اہل میں شمار کرنے سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے ان چاروں حضرات کو اول مصداق کے طور پر شامل کرکے اہل نہیں کہا تھا۔ ورنہ حضرت واثلہ کو قربت یا صحابیت کا کہتے بلکہ مطلق انکو بھی اہل کہا ۔

جب صحیح سند سے حضور اکرم ﷺ ایک صحابی کو اہل میں شمار کر رہے ہیں تو یہ کیسے تصور کیا جاتا ہے کہ حضرت ام سلمہ ان سے کہتی کہ میں اہل میں سے ہوں یا نہیں تو انکو کیسے فرماتے کہ تم خیر پر ہو وہی رہو۔

جبکہ حضرت ام سلمہ تو ام المومنین تھیں ۔ انکا حضرت علی رضی اللہ کا محرم ہونا بھی واضح تھا۔

یہ بات بتاتی ہے کہ جن جن روایات میں حضرت ام سلمہ کو روکنے کا متن آیا ہے وہ سب کے سب معلل اور مذکورہ جید سند سے مروی روایت کے خلاف ہونے کے سبب باطل ہیں۔

رجال کا تعارف:

1- عبد الله بن محمد المقدسي

- أبو أحمد بن عدي الجرجاني : سمعته يقول: قدمت مصر فبدأت بحرملة بن يحيى، ويونس بن يزيد
- أبو بكر بن المقرئ الأصبهاني : يقول عنه: حدثني الشيخ الصالح ببيت المقدس
- أبو حاتم بن حبان البستي : حدث عنه وذكره في الثقات، ووثقه
- الذهبي : الإمام المحدث العابد الثقة

2- عبد الرحمن بن إبراهيم بن عمرو بن ميمون

- أبو أحمد بن عدي الجرجاني : أثبت من حرملة بن يحيى

- أبو حاتم الرازي : ثقة، ومرة: كان يميز، ويضبط حديث نفسه
- أبو حاتم بن حبان البستي : من المتقنين الذين يحفظون علم بلدهم، وشيوخهم، وأنسابهم
- أبو دواد السجستاني : حجة، لم يكن بدمشق في زمنه مثله، وهو ثقة
- أبو سعيد بن يونس المصري : دمشقي ثقة ثبت
- أبو عبيد الآجري : دحيم حجة لم يكن بدمشق في زمنه مثله
- أبو يعلى الخليلي : أحد حفاظ الأئمة، متفق عليه، ويعتمد عليه في تعديل شيوخ الشام وجرحهم
- أحمد بن حنبل : كان يثنى عليه ويقول: عاقل ركين
- أحمد بن شعيب النسائي : ثقة مأمون لا بأس به
- أحمد بن صالح الجيلي : ثقة

- ابن حجر العسقلاني : ثقة حافظ متقن
- الحسن بن علي بن بحر القطان : رأيت أبي وأحمد وابن معين قعودا بين يديه
- الخطيب البغدادي : كان ثقة
- الدارقطني : ثقة
- عبد الله بن محمد الفرهاذاني : أعلى الشاميين وأوثقهم، أوثق أهل الشام، وأحب الي من هشام يعني بن عمار وهشام مسن ودحيم من الأحداث
- مسلم بن الحجاج النيسابوري : ثقة

3- وليد بن مسلم

- أبو عبد الله الحاكم النيسابوري : أحفظ وأتقن وأعرف بحديث بلده
- أبو حاتم بن حبان البستي : ذكره في الثقات

- الذهبي : عالم أهل الشام، كان مدلسا فيتقى في حديثه ما قال فيه: عن
- صدقة بن الفضل المروزي : حججت معه فما رأيت رجلا أحفظ للحديث الطويل وأحاديث الملاحم منه، ومرة: حافظ متقن
- عبد الأعلى بن مسهر الغساني : من ثقات أصحابنا
- علي بن المديني : ما رأيت من الشاميين مثله، وقد أغرب الوليد أحاديث صحيحة لم يشركه فيها أحد
- محمد بن سعد كاتب الواقدي : ثقة كثير الحديث والعلم
- يعقوب بن سفيان الفسوي : محمود عند أهل العلم، متقن، صحيح العلم
- يعقوب بن شيبة السدوسي : ثقة

یہ کیونکہ منفرد نہیں انکا متابع دوسرا راوی بھی ہے

عمر بن عبد الواحد بن قيس

- أبو عبد الله الحاكم النيسابوري : أحد أئمة الحديث
- أحمد بن صالح الجيلي : ثقة
- إبراهيم بن يوسف الهسنجاني : ثقة
- ابن حجر العسقلاني : ثقة
- دحيم الدمشقي : ثقة
- عبد الباقي بن قانع البغدادي : صالح
- عبد الله بن محمد الفرهاذاني : أوثق أصحاب الأوزاعي لا بأس به
- محمد بن سعد كاتب الواقدي : ثقة
- مروان بن محمد الطاطري : ما رأيت أحدا أصح حديثا عن الأوزاعي منه

اگلے راوی امام اوزاعی ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

5۔ شداد بن عبد اللہ القرشی الأموی

• عثمان بن سعيد [الدارمي] قال: قلت ليحيى بن معين: أبو عمار الذي يروي عنه الأوزاعي ما حاله؟ فقال: شداد ليس به بأس

• وقال العجلي: ثقة.

• وأبو حاتم،: ثقة.

• والدارقطني: ثقة.

• وقال يعقوب بن سفيان: وروى – يعني الأوزاعي – عن شداد أبي عمار ثقة

معلوم ہوا یہ روایت سند کے اعتبار سے بے غبار ہے ۔ اور اسکا متن بھی بالکل محفوظ ہے۔

اہلسنت نے اس روایت کی بجائے عجیب روایات کو بغیر مکمل تحقیق کے تاویل شروع کردی۔ جبکہ دیگر منکر متن میں شیعہ رواتہ اور ضعیف روات نے اپنی مرضی سے متن میں تبدیلی کردی ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس اس آیت تطہیر سے مراد مخصوص حضور اکرمﷺ کی ازواج کو لیتے تھے کیونکہ وہیں مصداق اول تھیں اس آیت کریمہ کی ۔ جس میں حضور اکرمﷺ نے بطور اضافی فضیلت چار شخصیات اور ایک صحابی کو شامل فرمایا۔

ابن کثیر نقل کرتے ہیں :

ابن جریر نے روایت کیا ہے: عکرمہ بازار میں آواز لگا کر کہا کرتے تھے: "إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا" یہ آیت خاص طور پر نبی ﷺ کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اسی طرح ابن ابی حاتم نے بھی روایت کی ہے:

ہم سے علی بن حرب موصلی نے بیان کیا، کہا: ہم سے زید بن حباب نے بیان کیا، کہا: ہم سے حسین بن واقد نے بیان کیا، انہوں نے یزید نحوی سے، انہوں نے عکرمہ سے، اور انہوں نے ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا: "إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ" انہوں

نے کہا: یہ آیت خاص طور پر نبی ﷺ کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

عکرمہ کہا کرتے تھے: "جو چاہے میرے ساتھ مباہلہ کر لے کہ یہ آیت نبی ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔"

(وسندہ حسن الی ابن عباس)

اسکے بعد امام ابن کثیر کہتے ہیں:

فإن كان المراد أنهن كن سبب النزول دون غيرهن فصحيح، وإن أريد أنهن المراد فقط دون غيرهن، ففي هذا نظر، فإنه قد وردت أحاديث تدل على أن المراد أعم من ذلك:

اگر اس سے مراد یہ ہو کہ وہ (ازواج مطہرات) ہی سبب نزول تھیں، اور کوئی دوسرا سبب نزول نہ تھا، تو یہ بات درست ہے۔

لیکن اگر یہ مراد لیا جائے کہ آیت میں صرف وہی مراد ہیں اور ان کے علاوہ کوئی نہیں، تو اس میں غور کی گنجائش ہے، کیونکہ ایسی احادیث وارد ہوئی ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اس سے مراد اس سے زیادہ عام ہے۔

[تفسیر ابن کثیر]

پھر امام ابن کثیر وہی روایات لاتے ہیں جنکا حال ہم اوپر بیان کر چکے ۔

خلاصہ تحقیق:

حضرت عائشہ ، حضرت ام سلمہ اور حضرت انس سے کوئی بھی ایک طریق صالح یعنی غیر معلول طرق سے یہ روایت ثابت نہیں ۔

اور

جید سند سے جو متن ثابت ہے اس میں یہ ہے کہ اس واقعہ کے عینی شاہدگواہ حضرت واثلہ ہیں ۔ اور حضور اکرم نے حضرت علی ، حضرت فاطمہ اور حسنین کریمین کو اپنا اہل اس آیت کی بنیاد پر قرار دیا ۔ ویسے ہی حضرت واثلہ کو بھی اپنا اہل قرار دیا ۔

جس سے ثابت ہوا کہ چار افراد کی کو اس آیت کے تحت داخل کرنا اضافی فضیلت کی بنیاد پر تھا نہ کہ اول مصداق۔

اور

حضور اکرمﷺ نے اپنے چار اہل بیت کے ساتھ حضرت واثلہ کو بھی شامل کرکے اس فضیلت میں شامل فرمایا۔ اور یہ اہل اور قربت دینی ہے ۔ نہ کہ فقط نسبی!

جبکہ حضرت ابن عباس مفسر قرآن کے مطابق اور امام عکرمہ کے مطابق اس آیت کا شان نزول اور مصداق حضور اکرمﷺ کی گھر والیاں یعنی امہات المومنین ہیں۔

تحقیق: اسد الطحاوی